

اردو زبان کی ابتدا کے بارے میں ہم کوئی تاریخ مقرر نہیں کر سکتے اس لیے کہ زبانیں اپنا تک وجود میں نہیں آ جاتی کرتیں ان کا ارتقا ہوتا ہے۔ اور یہ ارتقا سینکڑوں سالوں تک محیط ہوتا ہے زبان بول چال کے ذریعے ترقی کرتی رہتی ہے اور اس کے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اس طرح اس کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے بکھر کئے 'ازب' تخلیق کرنے، خط و کتابت اور دوسرے تحریری مقاصد کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا جاتا ہے جب زبانیں تحریری درجے کو پہنچ جاتی ہیں۔ اس وقت لوگوں کو احساس ہوتا ہے کہ ایک نئی زبان وجود میں آگئی ہے۔ اردو زبان کا بھی یہی حال ہے اس کے آغاز کے متعلق کچھ باتیں مسلم ہیں مثلاً۔

1۔ اردو کا آغاز اس وقت ہوا جب مسلمانوں نے ہندوستان میں اپنے قدم جما لیے اور یہاں کے مقامی باشندوں سے ہن کا میل جول شروع ہوا۔

2- اردو زبان پر زاری اور عربی زبان کے اثرات نمایاں ہیں۔
لن دو حقیتوں کی روشنی میں ہم اردو زبان کے آغاز کے متعلق کچھ نہ کچھ رہنمائی حاصل کر سکیں گے
اردو کے آغاز کے متعلق علمائے لسانیات نے مختلف نظریات قائم کر رکھے ہیں جن کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے۔

[illegible]

2۔ سید سلیمان ندوی کا نظریہ
سیر صاحب کی کتاب ”نقوش سلیمانی“ 1939ء شائع ہوئی جس میں انہوں نے اردو زبان کے مانعہ کے بارے میں عجیب اور مفصل بیانات لکھے مثلاً یہ کہ:

مسلمان سب سے پہلے سترہ کے غنائے میں پہنچے مسلمانوں کی عربی زبان نے سترہ کی مقامی زبان پر اثر

سب اثر کے تحت ایک نئی زبان وجود میں آئی ہوگی اور وہی اردو ہوگی کیونکہ سندھی زبان کا رسم الخط بھی عربی سندھی زبان میں عربی الفاظ کی خاصی تعداد ہے یہ مفروضہ کہ ہندوستان کے جس علاقے میں سب سے پہلے اپنے اس سے اردو کا آغاز ہوا نہایت غلط ہے۔ سید صاحب کے دلائل کمزور ہیں ان کے جواب میں دینے میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

یہ بالکل ٹھیک ہے کہ سب سے پہلے مسلمان فاتحانہ انداز میں سندھ میں داخل ہوئے لیکن عرب مسلمانوں کی حکومت سرزمین سندھ میں بہت لمبے عرصہ تک قائم نہ رہی دوسرے عربوں کی بہت بڑی تعداد سندھ میں مستقر قیام پذیر نہ ہوئی۔

سندھی کا رسم الخط قدیم نہیں۔

محض سندھی زبان کے الفاظ کا اردو میں موجود ہونا ثابت نہیں کر سکتے اس کی ابتدا سندھ سے ہوئی ہو گی۔

ساخت اور مزاج کے لحاظ سے دونوں زبانوں میں فرق ہے مگر یہ سن کی تقسیم کے مطابق سندھی زبان بیرونی دائرے سے تعلق رکھتی ہے اردو اندرونی دائرے سے۔ صوتی اور ترکیبی اختلافات بھی واضح ہیں۔ الغرض بقول ڈاکٹر محی الدین زور مسلمانوں کے میل جول سے سندھ میں ایک زبان یقیناً ارتقا پاتی رہی۔ مگر وہ اردو نہ تھی یہ اس زبان کی قدیم مشکل تھی جو آج سندھی کہلاتی ہے۔

پیر الدین ہاشمی کا نظریہ [ہاشمی صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ مسلمان سب سے پہلے سرزمین دکن میں پہنچے پھر میل جول میں سہولت کی خاطر عربی اور دکنی زبان کی آمیزش سے ایک نئی زبان وجود میں آئی جسے آج اردو کہتے ہیں ہاشمی صاحب اردو زبان کی روایت کے طور پر دکنی شعرا و مصنفین کی تصانیف بھی پیش کرتے ہیں اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ کل اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مسلمان براہیں سب سے پہلے پہنچے۔ تو کیا اس کے کہ اردو کا آغاز براہ سے ہوا۔ لہذا مسلمان سب سے پہلے کس سرزمین میں پہنچے اور نتیجے کے طور پر اردو اور ہونے کا نظریہ نہایت غلط ہے۔

سب ہم اردو زبان کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہمیں اس میں عربی کے چند دخیل الفاظ کے علاوہ عربی زبان کے صوتی و نحوی کسی قسم کے اثرات نہیں ملتے۔

ہاشمی صاحب دکنی ادب کے نمونے تو پیش کرتے ہیں وہ بھی علاؤ الدین غلی کے حملے کے بعد کا ادب لیکن زبانیت ثابت کرنے کے لیے اس کے بدلے روپ پیش نہیں کرتے۔ ادب سے پیشتر زبان کے مختلف کا وجود ضروری ہے۔ دکنی ادب پیشتر دکنی شعرا و ادباء علماء و فضلاء کا رہن منت ہے۔ ہوا یوں کہ [نامعلوم] اور حکومت تبدیل کیا تو اس کے ساتھ بہت سے علماء و فضلاء بھی تشریف لے گئے تھے اور وہ اس طور پر وہیں آباد ہو گئے۔

شوکت سبزواری کا نظریہ [شوکت صاحب اپنی کتاب "اردو زبان کا ارتقاء" میں لکھتے ہیں کہ اردو کی

موجودہ شکل صرف و غریقی تبدیلیوں کے لحاظ سے پالی کے قریب ہے ان کا کہنا ہے کہ پالی نے ترقی (ترقی) نام سے اس لیے نہ کی کہ وہ نلسن کی زبان بن کر رہ گئی اور اردو بول چال کی زبان ہونے کی وجہ سے مسلسل ترقی کرتی رہی لہذا ان کی یہ نظریہ بھی نامکمل ہے کیونکہ یہ بات تو پنجابی وغیرہ کی نسبت بھی کہی جاسکتی ہے پالی کی صرف و نحو خصوصیات کی زبان ہر شخص درجہ سے مشابہت تو اور زبانوں سے ہو سکتی ہے تو کیا ہم کہیں گے کہ یہ تمام زبانیں پالی ہی سے نکلی ہیں۔ بقول فلسفہ (فلسفہ) کی علامہ الدین زور شوکت صاحب یورپی مصنفین کے بارے میں اقتباسوں اور متضاد بیانات کی بحول حلیوں میں الجھ کر لکھتے تھیں۔

5- ڈاکٹر مسعود حسین کا نظریہ ڈاکٹر صاحب نے "مقدمہ تاریخ زبان اردو" میں یہ نظریہ پیش کیا کہ اردو زبان کا ماخذ ہریانی ہے دراصل ڈاکٹر صاحب پنجاب کی بجائے دستار فضیلت دہلی کے سرپر باندھنا چاہتے ہیں اور کوئی بات نہیں ورنہ وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہندوستان کی جدید آریائی زبانوں کے طلوع کے وقت ہریانی اور پنجابی میں خط فاصل قائم کرنا دشوار تھا۔ مگر نجانے پھر کیوں پنجابی کے مقابلے میں ہریانی کی قدامت پر اصرار کرتے ہیں حالانکہ دکنی اردو نے جس وقت پنجاب میں نشو و نما حاصل کی اس وقت ہریانی اور کھڑی بولی تو کجا برج بھاشا بھی جدا لگنے زبان کی حیثیت عالم وجود میں نہیں آئی تھی۔

6- محمود شیرانی کا نظریہ "پنجاب میں اردو" محمود شیرانی کی مشہور کتاب ہے یہ 1928ء میں شائع ہوئی۔ اس میں حافظ صاحب نے تاریخی اور لسانی دلائل سے یہ ثابت کیا کہ پنجاب ہی اردو کا مولد و منبع ہے۔

پنجاب ہندوستان کا باب اول ہے مسلمان پہلے پنجاب میں آئے اور تقریباً ایک سو ستر سال تک حکمران رہے جب مسلمانوں اور مقامی باشندوں کا طویل عرصے تک میل ملاپ رہا۔ فارسی زبان نے مقامی پراکرت پر اثر ڈالا اور بول چال کی ایک نئی زبان وجود میں آئی جسے ہندی یا ہندوی کہتے تھے غوری بادشاہوں کے زمانے میں جب Persian سے ایک مسلمان دہلی پہنچے تو یہ زبان ان کے ساتھ تھی وہی برج بھاشا کے اثر سے کچھ تبدیلیاں ہوئیں ان تبدیلیوں نے دہلی کی زبان کو اردو بنا دیا۔ محمود شیرانی کہتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اردو اپنی صرف و نحو میں پنجابی لسانی زبان کے ہندوستان کے اردو زبان کا بنیادی اثر ہے۔ دونوں میں اسماء و افعال کے خاتمہ میں الف آتا ہے دونوں میں جمع کا طریقہ مشترک ہے۔

پنجابی اور اردو میں ساٹھ فیصد سے زیادہ الفاظ مشترک ہیں۔ محمود شیرانی نے اپنے نظریے کی تائید میں بہت سی مثالیں دی ہیں جن سے اردو اور پنجابی کی صرف و نحو کے تھکدوں میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ ان کا خیال ہے اردو اور پنجابی زبانوں کی ولادت گاہ ایک ہی مقام ہے۔

اول نے ایک ہی جگہ تربیت پائی اور جب سیانی ہو گئیں تب ان میں جدائی واقع ہوئی ہے۔ اردو دہلی کی قدیم زبان نہیں ہے۔ بلکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ دہلی جاتی ہے جس زبان سے اردو ترقی پائی۔ نہ وہ برج ہے نہ ہریانی نہ قنوجی بلکہ وہ زبان ہے جو صرف دہلی اور میرٹھ کے علاقوں بھی بولی جاتی تھی۔ محمود شیرانی کے اس نظریے سے بہت سے لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ صرف و نحو میں اشتراک کے لحاظ